بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ:

بریلوی مسلک کے لوگ گیارہویں شریف کو ۱۱ تاریخ اور پیران پیر حضرت عبد القادر جیلانیؒ کے ساتھ خاص کرتے ہیں تو اس کو بدعت کہا جاتا ہے، تو کیا دیوبندی حضرات جو بخاری شریف ہی کو آخری درس حدیث کے لیے اور عام اور اکثر رجب کے مہینے میں ہی اس کے لیے ایک خصوصی تقریب رکھتے ہیں تو کیا یہ بدعت میں شمار ہو گا کہ نہیں؟

بریلوی مسلک کے لوگ میت کے ایصال ثواب کے لیے تیجہ، چالیسواں، وغیرہ کرتے ہیں تو اس کو بدعت کہا جاتا ہے تو کیا دیوبندی حضرات جو کسی عالم کی وفات پر تعزیتی ریفرنس منعقد کرتے ہیں اس میں ایک تاریخ مخصوص کرتے ہیں، اخبار میں اور عام اشتہار چھپوائے جاتے ہیں، بسا اوقات شادی ہالوں کو بک کیا جاتا ہے، بڑے بڑے علمائے کرام کو خصوصی دعوت دی جاتی ہے اور پر تکلف کھانے کھلائے جاتے ہیں تو کیا اس کو بھی بدعت کہا جائے گا؟

مہربانی فرما کر ادلہ اربعہ کی روشنی میں جواب دیں۔

سائل: احمد گل، تخصص سال اول

۰۳۴۰۸۴۹۷۰۳۸

الجواب حامداً و مصلیاً

تمہید:

بدعت کے بارے میں روایات میں بیان ہوا ہے کہ "جس کسی نے ہمارے اس معاملہ (یعنی دین) میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہو گی۔

بدعت کی اصطلاحی تعریف مختلف حضرات نے بیان کی ہے، جن کے الفاظ تو مختلف ہیں مگر مآل کار سب کا ایک ہی منشاء و نتیجہ ہے۔ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے بدعت کی اصلاحی تعریف میں لکھا کہ "اصطلاح شرع میں ہر ایسے نو ایجاد طریقہ عبادت کو بدعت کہتے ہیں جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے عہد مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔" غیر دین کو دین سمجھ کر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز فرض، واجب، سنت یا مستحب نہ ہو مگر اس کو فرض، واجب، سنت یا مستحب سمجھ کر کیا جائے۔

Scanned by CamScanner

اور حضرت تھانوی صاحب قدس سرہ التزام مالا یلتزم کے متعلق فرماتے ہیں کہ "اس کی دو قسمیں ہیں اگر اس کو اعتقاد میں دین سمجھا جاتا ہے تو وہ اقبح ہے اور اگر دین نہیں سمجھا جاتا مگر پابندی ایسی کی جاتی ہے جیسے ضروریات دین کی تو وہ بھی قبیح ہے، گو قسم اول کے برابر اقبح نہیں۔" جس طرح کہ بہت سی رسومات ہمارے ہاں رائج ہیں اگرچہ لوگ ان کو دین سمجھ کر نہ کریں لیکن پھر بھی ان کا التزام کرنے کی وجہ سے وہ قبیح ضرور کہلائیں گیں۔ (اب جواب ذکر کیا جاتا ہے)

۱) یہاں دو چیزوں کا ذکر ہے، ایک تو میلاد شریف کا اور دوسرا ختم بخاری شریف کا۔ ان دونوں کی محافل کی نوعیت اور طریق کار میں فرق ہے، بنیادی بات یہ ہے کہ بعض چیزیں فی نفسہ ممنوع ہوتی ہے اور بعض چیزیں فی نفسہ تو مباح ہوتی ہیں مگر بعض عوارض کی وجہ سے وہ غیر مشروع ہو جاتی ہے۔

اگر میلاد کی محفل کی یہ صورت ہو کہ اس کے اعلانات اور اشتہارات نہ لگائے جائیں اور خاص میلاد کے حوالے سے لوگوں کو دعوت نہ دی جائے، بلکہ اتفاقاً کچھ لوگ جمع ہو گئے، پھر حضور کی سیرت بیان کی گئی اور ضمناً میلاد کے حوالے سے بھی گفتگو کر دی جائے جیسا کہ عام طور پر جمعہ یا درس قرآن میں گفتگو کی جاتی ہے پھر گفتگو ختم ہو جانے کے بعد لوگ اپنے اپنے کام میں لگ جاتے ہیں تو اگر محفل میلاد ایسی ہو اور اس میں کوئی منکر نہ کیا جائے تو شرعاً یہ جائز ہے، اس میں ممانعت چند وجوہ کی بناء پر آتی ہے اگر یہ امور محفل میلاد میں پائے جائیں گے تو یہ ناجائز ہو گی۔

ماخذہ: اصلاح الرسوم (۱۳۶)

۱) خاص میلاد کے حوالے سے تداعی (لوگوں کو محفل کی دعوت دینا، اشتہارات و اعلانات کرنا) کی جاتی ہے، اور نوافل کے لیے تداعی مکروہ ہے جیسا کہ جماعت کے ساتھ نفل پڑھنے کے لیے تداعی جائز نہیں۔

۲) ضرورت سے زیادہ روشنیوں اور لائیٹوں وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے جو کہ اسراف ہے۔

۳) محفل میلاد کا اس قدر التزام کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس میں شرکت نہ کرے تو اس کو ملامت کیا جاتا ہے، اور جو اس کا اعتقاد نہ رکھے تو اس کو گستاخ وغیرہ کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ حاصل یہ کہ اس میں عملی اور اعتقادی دونوں قسم کے التزامات پائے جاتے ہیں جس کی قباحت واضح ہے، کیونکہ ایک غیر ضروری امر پر اس قدر اصرار ہے کہ اس کو دین کے لازمی امور کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے۔

۴) نیز میلاد کا نام لگا کر ڈھول باجا اور گانا بجانا بھی ہوتا ہے حتی کہ بعض لوگ باقاعدہ ناچنے والے لوگوں کو بھی بلاتے ہیں۔

۵) عیسائیوں کی کرسمس کی طرح بعض لوگ کیک کاٹتے ہیں اور happy birthday کے گانے بھی گاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

۶) اب تو نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ خاص کر بڑے شہروں میں جہاں پر میلاد کے پروگرام ہوتے ہیں وہاں پر لوگ سیر و تفریح کے لیے آتے ہیں اور مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، بے پردگی اور فحاشی کا بازار گرم ہوتا ہے۔

۷) اکثر ایسے اجتماعات میں نماز کی پابندی بھی نہیں ہوتی، لوگ بازاروں میں گھومتے رہتے ہیں، یا تو نماز پڑھتے ہی نہیں، یا وقت اتنا تنگ کر کے پڑھتے ہیں کہ نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۸) اکثر اس قسم کی کی مجلسیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں کی جاتی ہیں، ایک دوسرے سے زیادہ لائیٹیں لگائی جاتی ہیں، اور ضرورت سے زیادہ زیب و آرائش کی جاتی ہے اور منتظمین اس کو تفاخر اور دکھلاوے کے طور پر کرتے ہیں۔

۹) یا پھر وہاں حضور کے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ رکھا جاتا ہے۔

۱۰) اگر کوئی کہے کہ ہم ان بدعات اور فضول رسومات سے گریز کریں گے لیکن خاص اسی دن میں صرف حضور کی سیرت بیان کی جائے گی تو یہ فی نفسہ تو جائز ہے مگر چونکہ اگر بعض خواص اس کا اہتمام کر بھی لیں تو جہلاء ان کو دیکھ کر یہی عمل کریں گیں اور ان کے عمل کو دلیل بنائیں گے، مگر اپنی محفلوں میں فضول رسومات سے گریز نہ کر سکیں گے۔ لہذا خواص کو بھی اس کام سے روکا جائے گا کیونکہ ان کا یہ کام دوسروں کے ناجائز فعل کا سبب بن رہا ہے۔

یہ من جملہ ان وجوہات کے ہیں جن کی بناء پر میلاد منانا درست نہیں، اس کے بالمقابل بخاری شریف کا جو ختم ہوتا ہے نہ تو اس کو سنت و مستحب سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کا التزام کیا جاتا ہے کہ اس کے ترک کرنے والے کو ملامت کیا جائے، بس ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے کہ ایک طالبعلم نے آپنا آٹھ سالہ تعلیمی دورانیہ مکمل کر لیا، اب یہ عوام میں کام کرنے کے قابل ہو گیا ہے، لہذا مدرسہ والوں کی جانب سے اس کو دستار پہنانا اس بات کی علامت ہے کہ لوگ جان لیں کہ یہ شخص اب دین کا علم رکھتا ہے تاکہ اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ اس تقریب میں نہ تو فضول خرچیاں ہوتی ہیں اور نہ لائیٹنگ وغیرہ کی جاتی ہے، اور نہ ہی مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ اس کے لیے کوئی دن بھی متعین نہیں کہ سب اس وقت پر کریں، بلکہ ہر مدرسہ اس دن ختم کرتا ہے جب ان کی کتاب بخاری مکمل ہونے کا امکان ہو، اس طرح مدرسوں کے پروگراموں کا ایک ایک مہینے کا فرق بھی ہوتا ہے اگر کوئی مدرسہ یہ

Scanned by CamScanner

پروگرام نہ کرے تو دوسرے مدرسے اس کو ملامت بھی نہیں کرتے، البتہ اس بات کا خیال کیا جائے کہ اس کی تداعی نہ کی جائے کیونکہ ایک مباح عمل ہے اور تداعی سے تو نوافل میں بھی روکا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض مدارس میں اس تقریب کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔

۲)جیسا کہ آج کل ایک رسم چل پڑی ہے کہ کسی شخص کے انتقال پر اس کا تیجہ، چالیسواں ایک خاص طریقے سے منایا جاتا ہے یہ جائز نہیں، نیز جس چیز کا داعیہ حضور کے دور میں اور صحابہ کے دور میں تھا پھر بھی ان حضرات نے اس کام کو نہ کیا تو بعد میں اس کو لازم سمجھنا یا اس کا التزام کرنا بدعت ہے، نیز اس میں دیگر مفسدے بھی پائے جاتے ہیں مثلاً جو اس ختم میں شریک نہ ہو اس سے ناراضگی کا اظہار کرنا، اور جو اس قسم کی رسومات کو نہ مانے اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا وغیرہ لہذا یہ رسم جائز نہیں ہے۔

تعزیتی جلسہ کرنا فی نفسہ تو جائز ہے کیونکہ تین دن کے اندر تعزیت کرنا مسنون ہے، اور اگر تین دن کے بعد جلسہ رکھا گیا تو یہ مکروہ تنزیہی ہے مگر حرام نہیں ہے۔ جس شخصیت کا انتقال ہوا ہے اگر وہ کوئی بڑی ہستی ہیں مثلاً کسی ادارے کے سربراہ ہیں یا کسی دینی یا سیاسی جماعت کے قائد یا بانی ہیں، عموماً جماعت یا ادارے کی طرف سے اس کے لیے تعزیتی پروگرام کیا جاتا ہے اصلاً یہ پروگرام اظہار تعلق کے لیے ہوتا ہے نہ کہ تعزیت کے لیے، اور ضمناً میت کے اعزہ واقرباء کے لیے تسلی کا سامان بھی ہوتا ہے لہذا شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ ایسے پروگراموں کو مسنون یا شرعی حکم نہ سمجھا جائے۔

کوشش یہ کی جائے کہ اس کا نام تعزیتی جلسہ کے علاوہ کچھ اور رکھ لیا جائے تاکہ جاہل لوگ اس کو دلیل بنا کر ایسے پروگرام شروع نہ کر سکیں، کیونکہ اگر ایسا عام ہو گیا تو وہ لوگ پھر غیر شرعی رسومات میں مبتلیٰ ہو جاتے ہیں، پھر جب ایسی فضاء قائم ہو جائے تو اس کو ختم کرنا بھی ممکن نہیں رہتا۔

فی صحیح البخاری(۳۷۱/۱)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت، قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا مالیس (منہ) فھو رد۔

و فی تاج العروس(۲۷۱/۵)

کل محدثۃ انما یرید ما خالف اصول الشریعۃ و لم یوافق السنۃ۔

و فی فتح البخاری(۲۱۹/٤)

و البدعۃ اصلھا ما احدث علی غیر مثال سابق و تطلق فی الشرع فی مقابل السنۃ فتکون مذمومۃ،

Scanned by CamScanner

و فی امداد الفتاوی(٢٦٢/٥)

جلسہ رجبی۔۔۔۔اس میں تداعی کا اہتمام جو تطوعات کے لیے مکروہ ہے، اسی بنا پر جماعت نافلہ کو مکروہ کہا گیا ہے۔

و فی صحیح البخاری (٢٢٧٩/١)

عن عبد الرحمٰن بن الغنم الاشعری قال حدثنی ابو عامر او ابو مالک الاشعری و اللہ ما کذبنی سمع النبی یقول لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر و الحریر و الخمر و المعازف۔

و فی صحیح المسلم - (١١٢٥/٢)

عن حميد بن نافع قال سمعت زينب بنت أم سلمة قالت توفى حميم لأم حبيبة فدعت بصفرة فمسحته بذراعيها وقالت إنما أصنع هذا لأني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول * لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد فوق ثلاث إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا۔

وفی تکملۃ معارف السنن(٦٦١/١)

ام بالنسبۃ لمدۃ التعزیۃ فذکر غیر واحد من الفقھاء انھا ثلاثۃ ایام فتکرہ بعدھا ، لکن لم یرد فی ذلک نص، و انما عللوا بان المقصود من العتزیۃ التسلیۃ و تسکین قلب المصاب و الاغلب انہ بعد ثلاث یبدا فی سلو الحزن، فقد یکون فی التعزیۃ بعدجا تیبیج لحزنہ و تجدید لہ، و وھو خلاف مقصود الشارع، و بھذا علم ان التعزیۃ بعد الثلاث ول خلا عن ھذہ المفسدۃ و کان ھناک سبب داع للتعزیۃ بعد ھذہ المدۃ بان کان المعزی غائبا او کانت المصیبۃ فادحۃ تحتاج الی التعزیۃ بعد مرور ثلاث ایام لم یکن ھناک باس بالتعزیۃ بعد ھذہ المدۃ۔ و اللہ اعلم بالصواب،

لئیق احمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

٢٠/٣/١٤٣٩ھ

الجواب صحیح

ریاض محمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

٢٠/٣/١٤٣٩ھ

الجواب صحیح

بندہ ضیاء الرحمٰن عفی عنہ

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

٢٠/٣/١٤٣٩ھ

دارالافتاء ١١٠٩٥ ٢٦
مفتی
نائب مفتی
مفتی
Scanned by CamScanner